REGD. No: L.5254

45

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

یوم پنجشنبہ

روزنامہ

۲ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

فی پرچہ (ایک آنہ ساڑھے پائی سابقہ)
۱۰ نئے پیسے

تار کا پتہ:۔ ڈیلی الفضل ربوہ

الفضل ربوہ

جلد ۵۰/۱۵ ۔۔ ۱۴ رتبوک ۱۳۴۰ھش ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء ۔۔ نمبر ۲۱۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نخلہ ۱۲ رستمبر بوقت ۱/۲ ۱۱ بجے دن

کل حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف شام کے قریب ہو گئی۔ رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل وعاجل شفایابی اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۱۳ ستمبر بوقت ۱/۲ ۸ بجے صبح۔ حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی طبیعت کل سے بہت خراب ہے۔ رات پیٹ میں درد کی شکایت رہی اور دست بھی آتے رہے۔ دل کی حالت بہت غیر تسلی بخش ہے نبض کی رفتار سست اور دل کی حرکت تیز ہے کمزوری بہت ہے اور غنودگی بھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت نواب صاحب موصوف کو اپنے فضل سے شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے آمین

متروکہ مکانات اور دکانوں کے مستقل مالکانہ حقوق

چیف سیٹلمنٹ کمشنر پیر احسن الدین نے طریقِ کار کا اعلان کر دیا

لاہور ۱۳ ستمبر۔ جو متروکہ مکانات اور دکانیں دعویدار وغیرہ دعویدار مہاجرین اور مقامیوں کو منتقل کی گئی ہیں سیٹلمنٹ اور آباد کاری کے چیف کمشنر پیر احسن الدین نے کل ان کے مستقل مالکانہ حقوق دینے کے طریقہ کا اعلان کیا۔ طے شدہ طریقہ کے مطابق متعلقہ افراد کو متعلقہ متروکہ املاک کے مستقل مالکانہ حقوق دینے کا حکم سی۔ ایف۔ ایس الف رجسٹر کے اندراجات کی نقل کی شکل میں دیا جائے گا مستقل حقوق حاصل کرنے کی درخواست سادہ کاغذ پر تین روپے کے ٹکٹ لگا کر داخل کرنی ہوگی۔

مستقل مالکانہ حقوق کا حکم جاری ہونے کے بعد مستقل منتقلی کا اندراج سی۔ ایس الف رجسٹروں میں کیا جائے گا جو تمام اضلاع کے ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنروں کو فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ ان رجسٹروں میں متروکہ املاک کا ریکارڈ سلسلہ وار رکھا جائے گا۔ تمام متروکہ املاک کی جائداد کا اندراج سروے نمبر یا پراپرٹی نمبر کے اعتبار سے کیا جائے گا۔ اگر کسی جائداد کا پراپرٹی نمبر یا سروے نمبر ایک ہو۔ لیکن وہ ایک سے زیادہ دکانوں یا مکانوں پر مشتمل ہو۔ اور یہ یونٹ الگ الگ منتقل کئے گئے ہوں تو ایسی صورت میں اس متروکہ جائداد کے الگ الگ یونٹوں کا اندراج ایک ہی پراپرٹی نمبر یا سروے نمبر کے تحت الگ الگ صفحات پر کیا جائے گا۔ الگ الگ یونٹوں کی شناخت کے لئے انہیں الگ الگ ضمنی نمبر دیئے جائیں گے۔ مثال کے طور پر اگر کسی جائداد کا ایک ہی نمبر ۲۰/آر/۵ ہو تو اس کے الگ الگ یونٹوں کو ضمنی نمبر اس طرح دیئے جائیں گے ۲۰/آر/۵ الف ۲۰/آر/۵ ب ۲۰/آر/۵ ج وغیرہ وغیرہ

مستقل منتقلی کے اندراجات اس امر کی تصدیق کے بعد کئے جائیں گے کہ متعلقہ جائداد کے بارے میں کوئی مقدمہ اپیل نظر ثانی یا ریویو کی شکل میں زیر سماعت نہ ہو۔ جہاں تک سرکاری واجبات (باقی صفحہ ۸ پر)

(باقی صفحہ ۸ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

یہ خاکسار سوا مہینہ لاہور میں زیر علاج رہنے کے بعد دستہ میں تین دن ربوہ ٹھہرتا ہوا جابہ (نخلہ) پہنچ گیا ہوا ہے حضرت صاحب کو عرصہ سے نہیں دیکھا تھا اس لئے دل میں انہیں دیکھنے کی آرزو تھی۔ نخلہ پہنچ کر حضور سے ملاقات کی تو میں نے حضور کو پہلے سے کسی قدر کمزور محسوس کیا اور چہرہ پر کچھ نقاہت اور زردی کے آثار بھی تھے جو غالباً اس وجہ سے تھے کہ حضور قریباً اڑھائی ماہ سے اپنے کمرے کے اندر ہی رہے ہیں اور کسی وقت بھی باہر تشریف نہیں لائے۔ مگر خدا نے ایسا تصرف فرمایا کہ میرے نخلہ آنے کے دوسرے دن ہی محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے دل میں خیال آیا کہ حضور کو باہر کی کھلی ہوا میں لانے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میاں صاحب آئے ہوئے ہیں اور میں نے باہر باغ میں ان کی چائے کی دعوت کی ہے۔ (حالانکہ ابھی تک مجھے اس کی اطلاع تک نہیں تھی) اگر حضور بھی تشریف لائیں تو ذرہ نوازی ہوگی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت صاحب جھٹ راضی ہو گئے (حالانکہ اس سے قبل حضور ایسی ہر کوشش کو رد فرما دیتے رہے ہیں) چنانچہ شام کے وقت حضور کو کرسی پر بٹھا کر باہر لایا گیا۔ اور حضور چند منٹ تک باغ کی کھلی ہوا میں دلکش منظر کے سامنے بیٹھے رہے اور وہیں بیٹھ کر چائے بھی نوش فرمائی۔ اب امید ہے (اور خدا کرے ایسا ہی ہو) کہ حضور کبھی کبھی اسی طریق پر سیر کے لئے باہر تشریف لانے کے لئے رضامند ہو جایا کریں گے۔

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جو شافی مطلق ہے اور جس نے خود اپنے محبوب کی زبانی فرمایا ہے کہ دنیا میں ہر بیماری کی دوا موجود ہے حضور کو اپنے فضل و کرم سے صحت عطا کرے اور جماعت کا قدم حضور کی قیادت میں ہر آن ترقی کی طرف اٹھتا چلا جائے آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد

از نخلہ ۱۱ ستمبر ۱۹۶۱ء

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب امریکہ سے بخیریت یورپ واپس پہنچ گئے

آجکل آپ یورپ کے احمدیہ مشنوں کا معائنہ فرما رہے ہیں

لنڈن سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ۵ ستمبر کو امریکہ کا دورہ کرنے کے بعد واپس یہاں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں سے آپ اب یورپ کے تبلیغی مشنوں کا دورہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف ۱۵ ستمبر کو ڈنمارک میں یورپ کے احمدیہ مشنوں کی کانفرنس کا افتتاح فرمائیں گے۔ اور پھر ۱۶۔ ۱۷ ستمبر کو آپ بغرض علاج زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے ایک ہسپتال میں داخل ہوں گے۔

احباب جماعت التزام سے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل وعاجل صحت عطا فرمائے اور بخیریت واپس لائے۔ آمین

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

— روزنامہ الفضل ربوہ —

مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۱ء

مذہب اور ریاست کے متعلق ٹائن بی کا نظریہ

مسٹر ٹائن بی زمانہ حال میں تاریخ عالم کے متبحر عالم خیال کئے جاتے ہیں۔ خاصکر تاریخ مذاہب کے متعلق آپ کا مطالعہ نہایت عالمانہ اور وسیع ہے۔ آپ کے تاریخ عالم کے ہر پہلو پر غور و خوض کا نتیجہ ہے کہ آپ مذاہب کی تاریخ پر نہایت گہری نظر رکھتے ہیں اور آپ واقعی بعض صحیح نتائج پر پہنچنے میں دوسرے مغربی دانشمندوں سے سبقت لے گئے ہیں۔ آپ کے مضامین اور تقریروں میں متداول مذاہب کے متعلق جو معلومات ہوتی ہیں وہ نہایت بیش قیمت ہوتی ہیں۔ اور مذاہب کے اثرات باہمی مقابلہ سے آپ جو نظریات اخذ کرتے ہیں وہ دنیا کے لئے راہ نمائی کا کام دے سکتے ہیں۔ آپ نے منظم مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ سے مفید مضامین شائع کئے ہیں۔ حال ہی میں آپ کا ایک فاضلانہ مضمون انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے مختلف متداول منظم مذاہب کی حال اور مستقبل میں افادیت کے متعلق اپنی گہری نظر کا بھی ثبوت پیش کیا ہے اس میں آپ نے ان مذاہب کے متعلق بعض نقاط نظر سے بحث کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ انسان کی موجودہ ذہنیت کے ارتقاء کے تعلق میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بوجوہ عالمگیر حیثیت رکھتا ہے۔ اور موجودہ ذہنیت کے تقاضوں کو پورا کر سکتا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ الفضل میں کسی دوسری جگہ شائع کر رہے ہیں۔ اس لئے یہاں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ ہم نے جو قلم اٹھایا ہے اس کا مدعا صرف ایک بات کو پیش کرنا ہے جو مسٹر ٹائن بی نے مذہب کے متعلق کہی ہے اور یہ دکھانا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں انسان کے اذہان بھی تیز تر ہو جائیں گے اور وہ انسان ایسی معلومات عقلی سے سرفراز کیا جائے گا۔ جو پہلے نہیں تھیں مسٹر ٹائن بی کے اس خیال سے جسکو ہم ابھی پیش کرنے والے ہیں بڑی صفائی سے حضور اقدس علیہ السلام کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مسٹر ٹائن بی نے اپنے اس مضمون میں مذہب کی اشاعت کے متعلق ایک حقیقت بیان کی ہے۔ جو تقریباً وہی حقیقت ہے جس کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ۶۰ سال پہلے قائم کیا تھا۔ اور جس کی بنیاد پر آپ کی کھڑی کی ہوئی جماعت تجدید و احیائے اسلام کا کام کر رہی ہے یہ حقیقت مسٹر ٹائن بی کے الفاظ میں یہ ہے کہ

"بہرحال ماضی میں مذاہب نے ہمیشہ اپنی قوت اس وقت زائل کر دی جب وہ ریاست میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دراصل مذاہب کا محفوظ حصار انسان کی انفرادی روح کی داخلی زندگی میں ہے۔ جب وہ اس حصار کو سیاسی میدان میں گھس کر زائل کر دیتے ہیں۔ تو ان کی وہی حالت ہو جاتی ہے۔ جیسی کہ شمشون کی قوت بال کاٹنے سے کھو گئی تھی"۔

دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہی ہے کہ مذہب کا تعلق انسان کی روح سے ہے۔ اس لئے جب بھی مذہب بجائے روح کو اپیل کرنے کے سیاسی قوت استعمال کرتا ہے تو مذہب کی حقیقت گم ہو جاتی ہے۔ اسلام نے دنیا کے سامنے لا اکراہ فی الدین کہہ کر یہ اصول پیش کیا ہے

یہ حقیقت ہمیں اسلام کی تاریخ پر غور کرنے سے اچھی طرح سمجھ میں آ سکتی ہے آغاز میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نے اسلام کو جب پیش کیا۔ تو مسلمان ریاست سے بالکل کورے تھے۔ آپ کی مکی زندگی پر نظر ڈالی جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو ایک علمی اور عقلی نظریہ کے طور پر پیش کیا گیا تھا جیسا کہ حقیقتاً اسلام ہے بھی۔ یہ بات سب سے پہلی وحی سے واضح ہوتی ہے۔

اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم (سورہ علق)

"پڑھ اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ہے۔ یعنی جس نے انسان کو جمے ہوئے لہو سے پیدا کیا ہے۔ پڑھ اور تیرا رب بہت کرم کرنے والا ہے وہ جس نے قلم کے ساتھ سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا"۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام ایک علمی دین ہے اور علمی دین جبر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے شروع میں جو تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی تھی، وہ بالکل عارضی چیز تھی چونکہ دشمنان اسلام اسلام کو تلوار سے مٹانا چاہتے تھے۔ اور باوجود ہر طریق آزمانے کے باز نہیں آتے تھے۔ اس لئے آخری چارہ کے طور پر تلوار کی اجازت ہوئی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ تلوار کو اسلام کے ساتھ ایسا چمٹا دیا گیا ہے کہ حال تک جہاد کے معنی صرف تلوار کا جہاد ہی سمجھے جاتے رہے ہیں۔ اور دنیوی بادشاہ جہاد کے نام پر اپنی دولت و حشمت کا ایوان تعمیر کرتے چلے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقت سے پردہ اٹھایا تو اسلام کے علمبردار کہلانے والے آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۵ پر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"وہ دین کیا ہوا جس میں سوائے جنگ اور جدال کے اور کچھ نہ ہو۔ جہاد کے مسئلہ کو بھی ان نادانوں نے نہیں سمجھا۔ قرآن شریف تو کہتا ہے لا اکراہ فی الدین تو پھر اگر مہدی آ کر لڑائیاں کرے گا تو اکراہ فی الدین جائز ہو گا۔ اور قرآن شریف کے اس حکم کی بے حرمتی ہو گی۔ اس کے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کو زندہ کرے یا یہ کہ اس کی توہین کرے۔ اگر دین میں لڑائیاں ہی ضرور ہوتی ہیں۔ تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے۔ ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے رہے اور پھر بھی آپؐ نے ابتدا نہیں کی۔ ہمارا مذہب ہے کہ جبراً مسلمان کرنے کے واسطے لڑائیاں ہرگز نہیں کی ہیں۔ بلکہ وہ لڑائیاں خدا تعالیٰ کا ایک عذاب تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کو سخت تکالیف دی تھیں اور مسلمانوں کا تعاقب کیا اور ان کو تنگ کیا تھا۔ پس یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار دکھا کر اسلام کو قرآن اور ہدایت پیش کرتا ہے وہ صلح اور امن لے کر آیا ہے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی طرح صلح پھیلاتا ہو"۔ (ملفوظات جلد دوم)

بگڑ گئی جو چمن کی ہوا تو کیا ہو گا

رہِ وفا میں گئے ڈگمگا تو کیا ہو گا
خفا ہمارا خدا ہو گیا تو کیا ہو گا

دوا تو چارہ گروں سے اثر ہوئی سو ہوئی
نہ آ سکی جو لبوں پر دعا تو کیا ہو گا

بفیضِ لمسِ مسیحا تھی زندگی جن کی
وہ لوگ ہو گئے ہم سے جدا تو کیا ہو گا

ہر اک چراغ سے تازہ چراغ جلتے ہیں
کہیں جو بجھ گیا کوئی دیا تو کیا ہو گا

محبتیں جو عروجِ خلوص کو پہنچیں
جو ہو گئیں وہ زوال آشنا تو کیا ہو گا

بجا کہ مٹی ہے زرخیز اپنے کھیتوں کی
کرو یہ فکر نہ پانی ملا تو کیا ہو گا

یہ نونہال بھی رونقِ چمن ہوں گے
بگڑ گئی جو چمن کی ہوا تو کیا ہو گا

ہمیں تو اب بھی ضرورت ہے ان جوانوں کی
نہ سن سکے یہ ہماری صدا تو کیا ہو گا

چلے گا کام اگر ہم نہیں تو اور سہی
مقامِ فکر یہ ہے یوں ہوا تو کیا ہو گا

میں دردِ دل کا فسانہ تو کہہ چکا ناہید
کوئی ہوا نہ مرا ہمنوا تو کیا ہو گا

عبدالمنان ناہید

اسلام اور دورِ حاضر کے مسائل

(ترجمہ از چوہدری ناصر الدین صاحب بی اے ربوہ)

۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کے "پاکستان ٹائمز" لاہور میں دورِ حاضر کے عظیم برطانوی مؤرخ پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی کا ایک فاضلانہ مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے اس امر پر روشنی ڈالی تھی کہ "اسلام دورِ حاضر کے سب سے زبردست مطالبہ کا جواب دینے کی پوری اہلیت رکھتا ہے"۔ مکرم چوہدری ناصر الدین صاحب بی اے ربوہ نے اس مضمون کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو افادۂ احباب کی غرض سے پاکستان ٹائمز کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

مذاہبِ عظیمہ کی ترقی و استحکام کا مدار اس امر پر ہے کہ وہ اس دور کے انسان کی کیا راہنمائی کرتے ہیں۔ دنیائے حاضر کے سب سے بڑے مسائل دو ہیں۔ انسانی برادری میں مساوات کا قیام اور روحانی و مادی معیارِ زندگی کی بلندی۔ جدید دنیا میں فاصلہ کے احساس کے یکسر مٹ جانے اور دیہات سے شہروں میں انتقالِ آبادی کے رجحان کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ ہمیں اپنے مسائل سے عہدہ برا ہونے کے لئے دیکھنا ہے کہ مذاہبِ عالم اور جدید نظریات ہمارے لئے کونسی مشعلِ راہ پیش کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں مساوات کے مطالبہ کو انسانی مطالبات میں سے مطالبہ نمبر ایک کی حیثیت دی جا رہی ہے۔ اگر لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ معاشرتی و تمدنی بہبود اور سیاسی مقاصد کے حصول میں وہ کس امر کو ترجیح دیتے ہیں تو اکثر و بیشتر ان کا انتخاب سیاسی مقاصد کا حصول ہوتا ہے۔

آج دنیا کے ہر خطہ پر سیاسی مساوات کا مطالبہ زوروں پر ہے۔ کہیں یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ طبقاتی درجہ بندیوں کا قلع قمع کیا جائے تو کہیں رنگ و نسل اور کہیں متمدن و غیر متمدن اقوام کے امتیازات روا رکھنے کے خلاف نفرت اور جنگ جاری ہے۔ یہ صورتِ حال دراصل گذشتہ صدیوں میں مشرقی اقوام پر مغربی سامراج کے چھا جانے کا ردِ عمل ہے۔

انسانی برادری سے ہر قسم کی امتیازی حد بندیوں کا استیصال ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہندو مذہب اور اسلام کے مستقبل کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہندومت جہاں یہود و نصاریٰ کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ فراخ دلی کا حامل معلوم ہوتا ہے وہاں انسان کے معاشرتی حقوق کی حفاظت کے بارہ میں اسلام سے بری طرح شکست کھا چکا ہے۔ ہندومت نے نسلی امتیازات روا رکھ کر اس قسم کی تمدنی و معاشرتی خرابیوں کی بنا رکھ دی ہے جس کے خلاف آج جنوبی افریقہ، کینیا، الجزائر اور جنوبی امریکہ کے باشندے نبرد آزما ہیں۔ خود ہندوستان میں بھی ان امتیازات کے خلاف خاصی نفرت پائی جاتی ہے۔ اس تحریک کے بانی مسٹر گاندھی تھے جو اونچی ذات کے فرسودہ نظام کے خلاف جدوجہد کرتے رہے گو اب بھی بظاہر ہندوستان کی حکومت ان کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے لیکن یہ تحریک اونچی سطح پر ہی جاری ہے کیونکہ اس تحریک کا ماخذ ہندوستانی ثقافت یا روایات نہیں ہیں بلکہ اس کا سرچشمہ عیسائی اور مغربی تہذیب ہے جو آزاد اور سیاسی ذرائع سے ہندوستان پر اثر انداز ہوتی رہی اسکے بالمقابل اسلام ہمیشہ سے انسانی برادری میں مساوات اور اخوت کا علمبردار رہا ہے۔ انقلابِ فرانس عدمِ مساوات کے خلاف ایک زبردست جنگ تھی لیکن اس سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے سے اسلام نے انسان کو انسان کا بھائی بنائے رکھا۔ اسلامی تعلیم کا طرۂ امتیاز ہی یہ امر ہے کہ خدا کے سوا کوئی مخلوق قابلِ سجدہ نہیں۔ اور اس کے سامنے سربسجود ہونے والے تمام انسان برابر ہیں۔ اسلام کی یہی تعلیم محبت و اخوت کا سرچشمہ ہے وہ یہودیت کی طرح یہ نہیں کہتا کہ خدا ایک ہے بلکہ یہ تعلیم دیتا ہے کہ واحد و یگانہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ رحمٰن و رحیم بھی ہے۔ اسی تعلیم نے مسلمانوں میں جذبۂ اخوت کو قائم رکھا ہے جو تمام نسلی برتری کے احساسات پر غالب ہے۔

ہندوستان کے برہمن اور جنوبی امریکہ و جنوبی افریقہ میں آباد سفید فام باشندوں کے طرزِ عمل کے خلاف کوئی سفید فام مسلمان اس بات کو عار نہیں سمجھتا کہ کسی سیاہ فام مسلم کو اپنی دامادی میں قبول کرے اور نہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کا کوئی سیاہ رنگ بھائی جو کسی اور نسل سے ہو کسی سوسائٹی میں اپنی قابلیت کی بناء پر زیادہ مشرف نظر آئے۔

عیسائیت نے اس بحث میں کیا کیا ہے؟ یہ سوال غور طلب ہے ہندوستان میں نسلی امتیازات کے خلاف آزاد منش لوگوں کی تحریک اگر عیسائیوں کی تہذیب کے زیرِ اثر ہے تو قدرتی طور پر عیسوی مذہب کو اس تعلیم کا حامل ماننا پڑے گا۔ اگر مسلمان خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے باعث متحد ہیں تو عیسائیوں کو بھی ایک ہی نجات دہندہ کی شکر گزاری کی وجہ سے متفق ہونا چاہیئے نظریہ درست سہی لیکن عمل اس کا ساتھ نہیں دے رہا۔

اگر اسلامی معیار کے مطابق بعض مثالیں عیسوی ممالک میں تلاش کرنے کی خواہش ہو تو رومن کیتھولک امریکی ممالک میں ان کی جھلک نظر آئے گی۔ جہاں عیسائیت کا فروغ ہسپانوی اور پرتگالی فاتحین کا مرہونِ منت ہے۔ میکسیکو میں Guadalupe کی کنواری کا معبد ان ابتدائی مذہبی رسومات کو سنبھالے ہوئے ہے جو کسی بڑے مذہب کا امتیاز ہے یہ معبد اپنے اندر ایک ایسے بالا مذہب کی طاقت رکھتا ہے جو طبقاتی کشمکش پر غالب آ سکے۔ لیکن اس کے باوجود حال ہی میں ایک نسل نے دوسری نسل پر نہایت بہیمانہ ظلم کے بعد فتح حاصل کی ہے۔

Guadalupe کی کنواری میکسیکن قوم کی نگرانِ اعلیٰ ہے جس کی رگوں میں ہسپانوی فاتحین کے خون کی آمیزش ہے۔ اسی طرح انکی عبادات کے مشترک طریق نے انہیں یکجا کر دیا ہے۔ ایک حکایت کے مطابق وہ کنواری ہسپانوی فتح کے بعد پرانی نسل کے ایک ایسے شخص پر ظاہر ہوئی جسنے تازہ تازہ بپتسمہ لیا تھا اور ایسی شکل میں ظاہر ہوئی کہ اس کی جلد تانبے کی مانند تھی اور لباس کو ملبس سے بھی پہلے زمانہ کا۔ ہسپانوی چرچ نے اس معجزہ کی صحت کو تسلیم کر کے اتحاد و اتفاق کی طرف پیش قدمی کی۔

ہسپانوی اور رامن کیتھولک چرچ میں جو کچھ اخوت و مودت کی جھلک نظر آتی ہے وہ دراصل اسلامی اثر کا نتیجہ ہے۔

کیا ہسپانوی عیسویت سپین میں اسلامی دور کی تاریخ و ثقافت سے متاثر ہوئی ہے؟ یا ایسے کیتھولک مذہب کا ورثہ قرار دیا جائے۔ حقیقت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ رومی چرچ اب غیر مغربی اقوام سے بہتر سلوک روا رکھنے کا حامی ہے اور چرچ کے دائرہ کار میں ایشیائی اور افریقن عیسائیوں کو بھی ان کے اپنے ملکوں بلکہ مرکزی انتظامیہ میں بھی زیادہ نظرِ احترام سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ اس طرح چرچ کو زیادہ پائیداری حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

پروٹسٹنٹ چرچ کی تاریخ اس جہت میں بہت داغدار ہے خصوصاً شمالی یورپ اور جرمن نسل کا رویہ بھیانک تصویر پیش کرتا ہے نسلی برتری کے جذبات دراصل Augustanian Church کے ان عقاید کا منطقی نتیجہ ہیں کہ کچھ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکومت و برتری کیلئے پیدا کئے گئے ہیں یہ عقیدہ یہودیوں کے اس عقیدہ کی مانند ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی منتخب مخلوق ہیں اور ہندوؤں کے اس عقیدہ کے ہم معنی و ہم شکل ہے جسکے ذریعہ ان پر ہمیشہ کے لئے اونچی یا نیچی ذات کی چھاپ لگا دی جاتی ہے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے آپکو بنی نوعِ انسان پر اس لئے برتر و افضل سمجھے کہ وہ ایک نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں والی قوم سے تعلق رکھتا ہے یا اس کی مادری زبان انگریزی یا ولندیزی ہے حقیقت یہی ہے کہ اس قسم کے فضول و نامرغوب احساسات دنیا میں موجود ہیں۔

اقوامِ عالم پر مغرب کا غلبہ دراصل انگریزی اور ولندیزی زبان والے لوگوں کا غلبہ قرار دیا جا سکتا ہے اب چونکہ مغربیت کا سختی سے مقابلہ ہو رہا ہے اسلئے رنگ و نسل کے امتیازات کو اس سیاسی کشمکش میں آتش گیر مادہ کی حیثیت حاصل ہے۔

مقامِ شکر ہے کہ اسلام اور ہسپانوی چرچ اپنے اثر و نفوذ کے باعث تمام عالمِ انسانی کی عظیم خدمت بجا لا رہے ہیں اور اگر انہیں مقصد میں انہیں کامیابی حاصل ہو گئی تو یہ مذہب کی بہت بڑی فتح ہو گی۔

عالمی برادری میں سیاسی مساوات کا مطالبہ ہی جذبۂ وطنیت کو ابھارنے والا ہے ردِ عمل کے طور پر اس مغربی سیاسی نظریہ کو ان ایشیائی اور افریقی ممالک میں زیادہ مقبولیت حاصل ہو رہی ہے جو مغربی سامراج کا جوا اتار پھینکنے کے لئے برسرِ پیکار ہیں لیکن اسلام اور عیسوی تعلیم جبکہ اتحادِ عالم کا پرچار کرتے ہیں اسکے خلاف یہ جذبۂ وطنیت ہی انسانی برادری میں منافرت پھیلانے کا موجب ہے۔

چونکہ اب جدید سائنسی ترقی کے باعث فاصلہ کا احساس یکسر دماغوں سے اتر رہا ہے اور دنیا ایک دوسرے کے قریب ہوتی جا رہی ہے اسلئے جذبۂ وطنیت کا فروغ اور اتحادِ عالم کی سعی دو متحارب قوتیں ہیں۔

نیشنلزم اور جدید سائنسی ترقی زبردست ٹکر لینے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہیں اور بڑی آسانی سے یہ پیشگوئی کی جا سکتی ہے کہ اس جنگ میں سائنس کا پلڑا بھاری رہے گا۔ اس لحاظ سے نیشنلزم کا مستقبل باوجود اپنے اندر اتنا زور و شور رکھنے کے

بہت زیادہ روشن نظر نہیں آتا۔ نوآبادیات میں سامراجی نظام کا دیو جسے نیشنلزم کا دشمن اوّل قرار دینا چاہیئے۔ اب جاں بلب ہے۔ ممکن ہے نیشنلزم اپنے دشمن نظام سے کسی قدر زیادہ عمر حاصل کر جائے لیکن بالآخر اگر اس کا بھی یہی حشر ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اشتراکیت کے مخالف یہ دھوکہ نہ کھائیں کہ نیشنلزم کی طرح اشتراکیت کا مستقبل بھی تاریک دکھائی دیتا ہے۔ نیشنلزم کے خلاف اور اسلام و عیسوی مذہب کی مانند اشتراکیت کا نظام اپنے اندر بنی نوع انسان کے لئے ایک پیغام رکھتا ہے جس کا مخاطب کوئی خاص طبقہ یا نسل نہیں بلکہ تمام عالم انسانی ہے۔

اشتراکیت اس تمام ذہنی رو کا بھی ساتھ دے رہی ہے جو تمام دنیا کو ایک نظام میں منسلک کرنے کے لئے جاری ہو چکی ہے اور جس کا باعث یہ حقیقت ہے کہ اب فاصلہ انسانی زندگی میں اپنی اہمیت کھو چکا ہے۔ اشتراکیت چونکہ پس ماندہ اقوام کو آزاد ترقی یافتہ اقوام کے دوش بدوش کھڑا کرنے اور ان کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کا وعدہ دیتی ہے۔ اس لئے وہ ترقی یافتہ قومیں اسے اپنی پناہ گاہ سمجھنے کے لئے جذباتی طور پر بھی مجبور ہیں جن کا ماضی نہایت شاندار روایات کا حامل رہا ہے۔ لیکن جو مغربی سیاسی جنگوں میں شکست کھا کر بری طرح ذلیل و رسوا ہو چکی ہیں۔

روس کو پہلی جنگ عظیم میں جرمن قوم کے ہاتھوں بہت رسوا ہونا پڑا۔ اسی طرح چینی قوم پر وحشیانہ حملوں نے انہیں ایک سو سال پیچھے دھکیل دیا۔ انہیں اپنے عزت کا پہلا صدمہ اس وقت پہنچا۔ جب انگریز قوم کے ہاتھوں جنگِ افیون (opium war) میں انہیں شکست فاش ہوئی۔ موجودہ چینی نسل پر جاپانیوں کے مظالم نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ ان دونوں قوموں کا یہی احساس ذلت انہیں اشتراکیت کی گود میں ڈالنے کا موجب ہوا۔

مزید برآں اشتراکیت محض مغرب کے مقابلہ میں ہی پس ماندہ اقوام کی مدد نہیں کرتی بلکہ انہیں حصول مقصد کے لئے کم فاصلہ راہ پیش کرتی ہے۔ ایک آمرانہ نظام میں بہت تھوڑے مگر قابل اور جذبۂ قومی سے سرشار لوگوں کے ذریعہ جلدی اور نتیجہ خیز کام لیا جا سکتا ہے جو کسی جمہوری نظام میں ممکن نہیں۔ پس ماندہ ممالک میں قابل اور تجربہ کار لوگوں کی کمی ہی ان کی ترقی میں سدِ راہ رہی ہے۔ جمہوری نظام نے اس کمی کے باعث ان ممالک کو زیادہ خرابی اور تشتت کا شکار بنائے رکھا۔ اسی وجہ سے ایسے ممالک میں جہاں جمہوریت ناکامی کا منہ دیکھ چکی ہے اشتراکیت کی طرف طبعی میلان پایا جاتا ہے اور چونکہ دنیا کا اکثر حصہ کم ترقی یافتہ یا پس ماندہ ہے اس لئے اشتراکیت کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اشتراکیت نے انفرادی تسکین کا کیا سامان پیش کیا ہے۔ عظیم مذاہب کا بیشتر تعلق اسی روحانی تسکین سے ہے کیونکہ مذہب ہی انفرادی دکھوں کا واحد علاج ہے۔ جن کے سامنے سیاسی مساوات اور مادی ترقیات کے وعدے غیر متعلق اور کم اہم ہیں۔ پس کیا مذہب ہی ایسی قوت نہیں ہوگا جس سے اشتراکیت مات کھائیگی اور جسے موجودہ سرد جنگ میں اشتراکیت کے خلاف زبردست طاقت حاصل ہوگی؟

توقع تو یہی ہے لیکن ہے یہ بہت پیچیدہ اور ناقابلِ فہم مسئلہ۔ مذہب واقعی انفرادی روح کے لئے تسکین و طمانیت کا وہ سامان مہیا کرتا ہے۔ جس سے اشتراکیت عاجز ہے اور اسی وجہ سے پیش خبری کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے نقشہ سے اشتراکیت کا نابود ہونا مقدر ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اشتراکیت اور دوسری متحارب قوتوں میں جنگ کے دوران مذہب کا استعمال فائدہ بخش ہوگا۔ سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ جب کبھی مذہب نے سیاست میں دخل اندازی کی اس کی گرفت ڈھیلی ہوتی گئی۔ مذہب کا دائرہ کار انسانی روح اور اس کے لوازمات تک محدود ہے اور جب کبھی مذہب نے اپنا میدان چھوڑ کر سیاست میں قدم رکھا اس کا وجود سب سے اشد دبے نتیجہ ہو گیا۔

مذہب اشتراکیت سے زیادہ دیرپا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اشتراکیت کے سیاسی نفوذ و ترقی کو روکنے کے لئے مذہب کا استعمال مشکل نظر آتا ہے۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے اشتراکیت کو مذہب کے خلاف سیاسی فوقیت حاصل ہو گئی۔ تو مذہب کا وجود پھر بھی قائم تو رہے گا۔ لیکن اسے غاروں میں چھپ چھپ کر زیرِ زمین پناہ لینا ہوگی۔

دورِ جدید کی نسلِ انسانی دیہی زندگی کو خیرباد کہہ کر شہروں میں منتقل ہونے کی طرف راغب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید ذرائع رسل و رسائل دنیا کو ایک شہر کی شکل دیتے جا رہے ہیں۔ اور میدانِ عمل میں قبائلی نظام ایک خاندان کی صورت اختیار کر رہا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ معاشرتی انقلاب، معاشی نظام و نظریات پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے جبکہ اس کی بنیاد کا دارومدار ہے۔ ڈرامائی طور پر اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہودی مسئلہ سے مدد لی جا سکتی ہے نہ صرف یہودیوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ آئندہ کیا رونما ہونے والا ہے؟ کیا یہودی اسی طرح منتشر رہیں گے جس طرح وہ چھٹی صدی قبل مسیح سے دنیا کے مختلف حصوں میں منتشر چلے آتے ہیں۔ یا فلسطینی مملکت کی صورت میں ۱۹۴۸ء سے قائم کردہ نظام جاری رکھ سکیں گے؟

یہودی قوم کا انتشار کسی حادثہ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اس ہلال نما زرخیز خطۂ زمین میں سیاسی بیداری کا طبعی نتیجہ تھا۔ جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تہذیب و تمدن کا گہوارۂ اوّل کہلاتی ہے۔ واقعات نے بعد میں جو شکل اختیار کی ان کا وجود اس وادیٔ زرخیز کی سینکڑوں ہزاروں سال پہلے کی تاریخ میں بھی ملتا ہے۔

یہودی قدیم زمانہ سے اب تک منتشر چلے آتے ہیں۔ لیکن اب صرف یہی قوم اس حالت میں نہیں بلکہ دنیا کے مختلف حصوں میں اور بھی کئی اقلیتی فرقے پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر وہ ذرائع آمد و رفت کی فراوانی اور تمدنی اثرات کے باعث ایک دوسرے کے قریب ہو چکے ہیں۔ ایسی اقوام کثرت سے دنیا میں موجود ہیں۔

یہودیوں کے بعد پارسی انتشار کی تاریخ زمانہ کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے اسی طرح [illegible] کا مرکز کردستان سے شکاگو تبدیل ہو چکا ہے) امریکن۔ لبنانی۔ سکاٹش اور آئرش اقوام کا حال ہے۔

کیا یہ ممکن نہ ہوگا کہ سفر پسند شہری آبادی دیہات میں کھیل کر کاشتکار اور خاک وطن سے ہی وابستہ اقوام کی جگہ اپنی سوشل تنظیم کو قائم کر کے ایک معیاری نمونہ پیش کریں؟ وہ سوسائٹی جو شہری تہذیب پر مبنی ہو اور جس میں حرکت و امنگ کے آثار ہیں۔ اس کی سرشت میں منتشر ہو کر رہنا ہوتا ہے۔ بخلاف کاشتکار اقوام کے جو وقت کا ساتھ دینے سے قاصر ہوتی ہیں

دنیائے تہذیب کے اس قدیمی گہوارہ میں عثمانی نظام حکومت نے مختلف قبائل و زبانوں میں تقسیم ہونے کے باوجود بیسویں صدی عیسوی تک ربطِ باہمی کو اس طور پر قائم رکھا کہ ان کی دلچسپیاں مشترک تھیں۔ تعجب نہیں کہ متحدہ دنیا کے معاشرتی نظام کا نقشہ کچھ اسی قسم کا ہو جس کی جھلک عثمانی عہدِ حکومت کے نظام میں پائی جاتی ہے

اگرچہ غالب قیاس ہے کہ مذاہب عالم مستقبل میں اپنی علیحدہ علیحدہ حیثیتوں کو قائم رکھنے میں کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ لیکن اس بات کی کوئی توقع نہیں کہ ان کی علیحدہ علیحدہ جغرافیائی حدود بھی قائم رہ سکیں۔ یہودیوں اور زرتشتیوں کا حال پہلے ہی عیاں ہے۔ دوسرے چاروں بڑے بڑے مذاہب کا حشر بھی کچھ اسی قسم کا نظر آ رہا ہے۔

اگر دنیا اسی نہج پر چلتی رہی تو انسان کا آئندہ مذہب وہ نہیں ہوگا جو اس کے باپ دادا نے اختیار کیا تھا۔ اور جو کسی خاص گھرانے میں پیدا ہونے اور پرورش پانے کے باعث اسے رکھنا پڑتا تھا بلکہ ہر انسان کو اختیار ہوگا کہ ہوش سنبھالتے ہی مذہب کا خود انتخاب کرے خواہ وہ ماں باپ کے مذہب سے مختلف ہو۔ مغرب میں اب بھی عیسائی فرقوں میں سے کسی فرقہ یا غیر مذہبی نظریات کا انتخاب کرتے وقت حق خود ارادیت کا بکثرت استعمال موجود ہے۔ جوں جوں دنیا کی آبادی پھیلتی اور نفوذ کرتی جائے گی۔ انتخابِ مذہب کے بارہ میں شخصی آزادی کا حق بھی وسعت پکڑتا جائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مذاہب و نظریات اور فلسفوں کا مقابلہ کچھ اس قسم کی شدت اختیار کرنے والا ہے۔ جس سے عہد عیسوی کی ابتدائی تین صدیوں میں رومی حکومت کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔ رومی دور کی اس کشمکش کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ ہمارے وقت میں جو ڈراما کھیلا جانے والا ہے اس کے آغاز سے ہی اس کے ڈراپ سین کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال ہم پختگیٔ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں رونما ہونے والے حالات میں مذہب کو پہلے کی طرح بہت بڑا کردار پیش کرنا ہے۔ مذہب سے انسان کی وابستگی یقینی ہے۔ کیونکہ انسان کے مقدر میں ہی دکھ جھیلنا لکھا ہے؛

درخواست دعا

میرے خاوند محترم چوہدری شفیع محمد صاحب کچھ عرصہ سے بعارضہ پیچش سخت بیمار ہیں چل پھر نہیں سکتے۔ اور چھوٹا بھائی عزیز محمد رفیق بعارضہ بخار و گلے میں خرابی کی وجہ سے بیمار ہے۔ قارئین کرام و بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین
(نصرت پروین بوٹے دی جھگی گلی ۲ رائیونڈ)

ڈاکٹر محمد انور صاحب مرحوم

از مکرم محمد حسین خانصاحب جڑانوالہ

قارئین الفضل یہ افسوسناک خبر پڑھ چکے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ جڑانوالہ کے امیر محترم ڈاکٹر محمد انور صاحب ۲۰ اگست ۱۹۶۱ء کو صبح ۹ بجے اپنے مولا کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ کے مقبول ہونے کا ایک ثبوت وہ نظارہ تھا جو آپ کا جنازہ جڑانوالہ پہنچنے پر جماعت جڑانوالہ اور غیر از جماعت دوستوں نے دیکھا۔ وفات لاہور میں ہوئی جہاں آپ علاج کے لئے قیام پذیر تھے۔ تقریباً دس بجے صبح آپ کی وفات کی خبر بذریعہ فون مجھے ملی۔ خبر میں یہ ذکر تھا کہ جنازہ لاہور سے سیدھا ربوہ لے جایا جائیگا جن دوستوں نے چہرہ دیکھنا ہو۔ وہ ربوہ پہنچ جائیں۔ یہ خبر سنتے ہی احمدی اور غیر احمدی احباب نے شدت کے ساتھ اس خواہش کا اظہار کرنا شروع کر دیا کہ جنازہ جڑانوالہ میں لایا جائے۔ چہرہ دیکھنے کے علاوہ نماز جنازہ بھی یہاں پڑھی جائے۔ غیر از جماعت احباب نے کہا کہ ہم چودہ سال سے آپ کے فیوض سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔ ہمیں چہرہ دیکھنے سے کیوں محروم رکھا جائے بعض غیر از جماعت دوست تو کسی فیصلہ کا انتظار کئے بغیر ربوہ پہنچ گئے۔ ہم نے بذریعہ فون چوہدری محمد امجد صاحب (جو ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں) سے لوگوں کی اس خواہش کا ذکر کیا۔ انہوں نے قریباً ساڑھے چار بجے شام جڑانوالہ میں جنازہ لانے کا پروگرام بنایا یہ اطلاع جملہ احباب کو پہنچا دی گئی۔ وقت مقررہ سے کافی پہلے ہی مستورات بچے اور بڑے مسجد احمدیہ کے گرد جمع ہو گئے۔ مسجد سے باہر چٹائیوں اور دیواروں پر درختوں کے سایہ تلے اور مسجد کے اندر لوگ غیر معمولی طور پر جمع تھے غیر از جماعت بیوہ عورتیں جن کو مرحوم مغفور ڈاکٹر صاحب سے اتنی مدد ملتی رہتی تھی کہ گویا وہ ان کی پرورش کے ذمہ دار ہیں۔ سخت پریشان تھیں اور زار زار رو رہی ہیں۔ اس مقبولیت کی وجہ ان کا مومنانہ حسن سلوک تھا۔ جن کی چند مثالیں درج ذیل کرتا ہوں

۱۔ زہد و تقویٰ - میں ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کو ۱۹۲۲ء سے جانتا ہوں جب ہم دونوں میڈیکل سکول امرتسر میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف تو احمدی تھے یہ معلوم کر کے کہ میں بھی احمدی ہوں۔ بڑی محبت سے مجھے ملے اور ہم نے کوشش کر کے ہوسٹل میں اکٹھی سیٹ لی۔ ڈاکٹر صاحب اور راقم الحروف کو محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب حال ربوہ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتے تھے۔ محترم چوہدری عبدالواحد صاحب آف لیال وال جالندھر اور محترم ڈاکٹر محمد دین صاحب آف ڈنگہ حال ربوہ بھی ترجمہ پڑھاتے رہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم نماز کی پابندی کے علاوہ قرآن مجید کثرت سے تلاوت کرتے۔ بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کے عاشق تھے۔ اب تو ان کا شوق اتنا ترقی کر چکا تھا کہ گھر میں صبح کے وقت تلاوت کے علاوہ دکان میں بھی جب فراغت ملتی۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے۔ بلکہ قرآن مجید کی سورتیں حفظ کرتے کثرت تلاوت سے قرآن کریم اس طرح یاد تھا کہ گویا حافظ ہیں۔

(۲) پیغام حق پہنچانے کا شوق

طالب علمی کے زمانہ میں ہم امرتسر کے شہر اور باہر کے باغوں میں نکل جاتے اور لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف باوجود خلوت پسند ہونے کے ہمارے ساتھ جاتے اور خوب حصہ لیتے۔ پریکٹس کے دوران میں بھی آپ نے پیغام حق پہنچانے کی پوری کوشش کی ر کئی لوگوں نے آپ کے ذریعہ ہدایت پائی

(۳) انفاق فی سبیل اللہ - آپ بڑی شوق سے اللہ تعالےٰ کا حق ادا فرماتے صدقہ دینے کے بہت شائق تھے۔ اگر کبھی کوئی منذر خواب سنا دی تو فوراً کچھ رقم صدقہ میں دے دیتے۔ خیرات بہت کرتے تھے۔ کئی غریب آدمی اور بیوہ عورتیں اور یتیم آپ سے مستقل امداد پاتے تھے ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک غریب اور بیکس بڑھیا آپ کے پڑوس میں رہتی تھی۔ آپ گھر میں آتے اور باہر جاتے وقت اسے کچھ دے دیا کرتے تھے گھر سے پکا ہوا کھانا بھی کبھی کبھی بھجوا دیا کرتے۔ عید کے دن آپ نے اپنی ایک لڑکی سے کہا اس بڑھیا کو کھانا بھیجا ہے یا نہیں۔ لڑکی نے کہا اباجان میں اس سے ناراض ہو گئی ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کیا تمہاری ناراضگی سے کسی کا رزق بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے کھانا بھجوا دیا گیا اسی طرح ایک دن آپ نے ایک بچے کو کہا۔ فلاں محتاج کو یہ رقم دے آؤ۔ بچے نے اس محتاج کے متعلق کوئی شکایت بیان کرنی چاہی کہ اس کی امداد نہ کی جائے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے بچے کو سمجھایا اور کہا تم خود جا کر اسے یہ رقم دے آؤ۔ غریب اور مسکین بیماروں کو دوائی مفت دے دیتے تھے۔

(۴) سلسلہ سے محبت اور سلسلہ کیلئے غیرت : صرف ایک واقعہ درج کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک عزیز نے سندھ میں کافی اراضی خریدی۔ کچھ رقبہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مقابلہ میں مقدمہ بازی سے حاصل کیا۔ اس عزیز نے باقی عزیزوں کو لکھا کہ وہ سندھ میں جا کر ان سے کچھ زمین لے کر وہاں آباد ہو جائیں۔ انہوں نے تقریباً ایک سو ایکڑ رقبہ مفت ڈاکٹر صاحب کو پیش کیا اور کہا وہاں جا کر پریکٹس بھی کریں کئی ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو گی۔ بہت بڑی پیشکش تھی۔ مگر مرد مومن ڈاکٹر محمد انور صاحب نے زمین لینے اور وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس عزیز نے سلسلہ سے مقابلہ کر کے وہ اراضی لی تھی۔

(۵) خودداری کا احساس اور خوشامد سے نفرت : جب آپ سرکاری ملازمت میں تھے ایک ایم۔ ایل۔ اے نے جو علاقہ کا بڑا رئیس تھا۔ ڈاکٹر صاحب سے خواہش کی۔ کہ فوراً اسکی والدہ کے علاج کیلئے اس کے گاؤں کو چلیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ معلوم کر کے کہ اس کی والدہ کی حالت فوری توجہ کے قابل نہیں۔ معمولی قسم کی علالت ہے فوراً جانے سے انکار کر دیا اور کہا اس وقت ہسپتال میں سینکڑوں غریب بیمار علاج کے لئے آئے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر جانا ظلم ہے آپ یا تو کسی دوسرے ڈاکٹر کو بلا لیں یا کچھ دیر ٹھہر جائیں تاکہ آمدہ مریضوں کو دیکھ کر گاؤں کو جا سکوں۔ رئیس صاحب آگ بگولہ ہو کر چلے گئے اور جاتے ہی سول سرجن کو شکایت بھیجدی۔ سول سرجن جب تحقیقات کے لئے آئے تو ڈاکٹر صاحب کو حق پر پایا مگر دوستانہ نصیحت کی کہ یہ ایم۔ ایل۔ اے حضرات وجاہت پسند ہوتے ہیں۔ ان کا کام کر چھوڑنا چاہیئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے استعفیٰ پیش کر دیا اور کہا مجھ سے تو خوشامد نہیں ہوتی نہ ہی غریبوں کی حق تلفی ہو سکتی ہے۔

(۶) حق گوئی :۔ ڈاکٹر صاحب سچ کہنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی نے عدالت میں پیش کرنے کے لئے سرٹیفکیٹ طلب کیا۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اور پریکٹس اور روپے کا خیال نہ کیا۔ خود میں نے ایک دفعہ سرٹیفکیٹ چاہا۔ تو میرے اس پرانے شفیق نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ آپ کی بیماری آپ کو عدالت میں حاضر ہونے سے معذور نہیں کرتی۔ میں اس نیکی کے مجسمہ کی کس قدر خوبیاں بیان کروں۔ وہ عابد۔ زاہد حق گو۔ خوددار۔ مخیر۔ غریب نواز یتیم پرور بیواؤں کا مددگار۔ نیک خاوند۔ نیک باپ اور وفادار دوست تھے متواتر بارہ برس یہاں کے امیر رہے۔ سیکرٹریوں پر سارا بوجھ ڈالنے کی بجائے خود سارا کام کرتے تھے۔ چندہ لیتے نماز پڑھاتے۔ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود درس دیتے تھے۔ الغرض میرے اس محبوب بھائی میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ آپ حقیقی احمدی تھے۔ اللہ تعالےٰ نے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہونے کا شرف بخش کر ان کے انجام کو ظاہر کر دیا۔ خدا تعالےٰ نے دنیاوی نعمتوں سے بھی ان کو مالا مال کر رکھا تھا۔ دو لڑکے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلےٰ ملازمتوں پر فائز ہیں۔ چھوٹے تعلیم پاتے ہیں۔ اولاد کو وصیت کرتے وقت فرمایا۔ نیک رہنا۔ خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہنا۔

احباب سے اور بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے اس مرحوم بھائی کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے ہر آن ان کے درجات کو بلند کرتا جائے۔ آمین۔ غمزدہ محمد حسین خاں از جڑانوالہ

تعمیر فنڈ انصار اللہ

بقایا رقوم جلد ادا کی جائیں۔

مجلس انصار اللہ کا تعمیر کے کام کا پہلا دور ختم ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ رقم قرض لے کر اخراجات پورے کئے گئے تھے۔ اگر عہدیداران ہمت سے کام لیں اور ان کی مجالس کے ذمہ جو بقایا رقوم ہیں۔ صرف وہی ادا کر دیں تو مرکز قرض سے سبکدوش ہو سکتا ہے آپ لوگوں نے پہلے ہر طرح سے تعاون فرمایا ہے اب بھی اس بات کی امید ہے جو رقوم تعمیر فنڈ کی جمع ہو جائیں وہ جلد مرکز میں بھجوا دی جائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ - ربوہ)

انصار اللہ

شوریٰ کیلئے تجاویز اور صدارت کیلئے مجوزہ اسماء سے جلد مطلع فرمائیے قائد عمومی (انصار اللہ مرکزیہ)

اکنافِ عالم میں مساجد کا قیام اور ایک مخلص بہن کی طرف سے

اخلاص کا قابلِ قدر نمونہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے ارشاد کی تعمیل پر اکنافِ عالم میں مساجد تعمیر کرانے کے لئے جہاں جماعت کے مخلص بھائیوں کی طرف سے جذبہ ترقی پذیر ہے وہاں ہماری مخلص بہنیں بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشاں ہیں۔ چنانچہ ہماری ایک مخلص بہن محترمہ امۃ الکریم قدسیہ خان صاحبہ لاہور تحریر فرماتی ہیں:

"میں اپنے بھائی جان کے سیکشن آفیسر بننے کی خوشی میں مبلغ ۱۵۰/- روپے صرف مسجد فرینکفورٹ جرمنی کے لئے اپنے والد محترم حکیم عبدالعزیز صاحب فیروزپوری کی طرف سے بھیج رہی ہوں۔"

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ہماری اس مخلص بہن کے اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کی اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ان کے بھائی جان کو یہ عہدہ مبارک کرے اور مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

مفت اشاعت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "فتح اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بلاشبہ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ جس طرح ہم مثلاً ایک لاکھ کتاب کو مفت تقسیم کرنے کی حالت میں صرف بیس روز میں وہ کتابیں دور دور ملکوں میں پہنچا سکتے ہیں اور تمام طور پر ہر ایک فرقہ میں اور ہر ایک جگہ پھیلا سکتے ہیں اور ہر ایک حق کے طالب اور راستی کے متلاشی کو دے سکتے ہیں۔ (ایسی اور اسی طرح کی اعلےٰ درجہ کی کارروائی قیمت دینے کی حالت میں شاید بیس برس کی مدت تک بھی ہم نہیں کر سکتے۔"

تحریک جدید مفت لٹریچر کے ذریعہ بھی پیغام حق دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے والے دوست حصہ رسدی اس کارِ خیر میں شریک ہیں جو حضور علیہ السلام کے منشاء کے مطابق سرانجام دیا جا رہا ہے۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

فہرست السّابقون الاوّلون

جن مجاہدین نے اپنے وعدے ۳۱ مارچ ۱۹۶۱ء تک سو فیصدی ادا فرما دیئے ہیں ان کے اسمائے گرامی بغرض دعا اخبار الفضل میں شائع کرائے جاتے رہے ہیں حسب ذیل مخلصین کے اسماء سہواً رہ گئے ہیں جو اب درج ذیل ہیں۔

(۱) مکرم میجر چوہدری عزیز احمد صاحب راولپنڈی ۶۲۱/- روپے

(۲) مکرم میجر پیر ضیاء الدین صاحب " ۲۰۸/- روپے

جملہ قارئین کرام سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) ہماری پیاری امی جان بیگم ملک معراج الدین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ عراق آجکل حبانیہ عراق میں مقیم ہیں۔ پہلے ان کو ذیابیطس کی بیماری لاحق ہو گئی تھی۔ آہستہ آہستہ بلڈ پریشر اور دل کی بیماری بھی ہو گئی جس کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔ باوجود بہت علاج کرانے کے کوئی افاقہ نہیں ہوا کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انکو کامل صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین (کیپٹن صلاح الدین)

(۲) میرے ایک دوست منیر احمد صاحب ناصر طالب علم جامعہ احمدیہ ربوہ چند دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشان قادیان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔ (عبدالسلام طاہر سیکرٹری ہوسٹل نمبر ۲ جامعہ احمدیہ ربوہ)

(۳) محمد اکبر و محمد انور صاحبان کے مقدمہ کی اپیل ہائی کورٹ میں دائر ہے۔ احباب سے باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے (حاجی اصغر علی چک ۵۹۱ گنگاپور)

"حیاتِ طیّبہ" سے متعلق حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی رائے!

"حیات طیبہ" پڑھنے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ اور جو سہولت، حظ اور شوق میں نے دوران مطالعہ میں اپنے نفس میں محسوس کیا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایسی عمدہ ترتیب سلیس اور سادہ عبارت میں اس سے قبل اردو زبان میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح حیات پڑھنے کا موقعہ یکجا مرتب شدہ شکل میں نہیں ملا۔ ایک خاص بات جو مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل محترم کی تصنیف میں پائی ہے۔ وہ ان کا موقعہ و محل کی عین مناسبت سے جگہ بجگہ حضور کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو نمایاں کرتے چلے جانا ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً ونعم التصنیف" زین العابدین ولی اللہ

نوٹ:۔ کتاب مذکور صرف سات روپے میں "دفتر الفرقان"، "الشرکۃ الاسلامیہ" اور ربوہ کے ہر تاجر کتب سے مل سکتی ہے۔

اعلانِ نکاح

خاکسار کی سب سے چھوٹی ہمشیرہ قیصری شمیم اختر صاحبہ بنت ملک محمد خورشید صاحب مرحوم کا نکاح ہمراہ برادرم منیر احمد صاحب ابن محترم ڈاکٹر میجر شاہنواز صاحب بعوض حق مہر مبلغ -/۵۰۰۰ پانچ ہزار روپیہ مورخہ ۱/۹/۶۱ کو محترم مولوی عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ لاہور نے بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں پڑھا۔ جملہ احباب کرام بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے۔

(انور ملک ۳۱۲ الونیاں منڈی لاہور چھاؤنی)

ضروری اطلاعات

۱۔ ویسٹ پاکستان سول سروس } اعلان ویسٹ پاکستان پبلک سروس کمیشن لاہور امتحان مقابلہ ویسٹ پاکستان سول سروس (ایگزیکٹو برانچ) و سیکشن آفیسرس۔ عمر ۳۵ سال تک۔ خالی اسامیاں ۳۲۔ امتحان نومبر دسمبر ۱۹۶۱ء میں۔ درخواستیں ۲۵/۹/۶۱ تک فارم درخواست دکوالف کے لئے ۱۴ پیسے کی ٹکٹوں والا واپسی لفافہ بھیجیں۔ (پ۔ ٹ ۸/۹/۶۱)

۲۔ امتحان مڈل ۱۹۶۲ء } فارم درخواست رجسٹرار محکمانہ امتحانات دفتر ڈائرکٹر محکمہ تعلیم لاہور ریجن لاہور سے طلب ہو۔ درخواست کے لئے آخری تاریخ ۱۴/۱۰/۶۱۔ فیس داخلہ زیر ہیڈ "A—XXI۔۷۱ ایجوکیشن جنرل۔ متفرق فیس امتحان" داخل ہو۔ اور ۵/- روپے فیس برائے اعلان نتیجہ زیر ہیڈ XVII ۱۷ سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ سیل آف گورنمنٹ اینڈ ادر پبلی کیشنز" (پ۔ ٹ ۸/۹/۶۱)

۳۔ اپرنٹس کمرشل آرٹسٹس سکیم } دو سالہ اپرنٹس شپ۔ وظیفہ سال اوّل ۵۰ ماہوار سال دوم ۷۵ ماہوار جونیئر کمرشل آرٹسٹ مقرر ہونے پر تنخواہ ۲۰۰/- ماہوار

شرائط: عمر ۱۵ تا ۲۰۔ میٹرک۔ بعد ٹریننگ ۵ سالہ سروس لازم

درخواستیں ۱۵/۹/۶۱ تک بنام آرٹ ڈائریکٹر، ایڈورٹائزنگ ۳۶۔ اے۔ پی۔ ای۔ سی ایچ۔ ایس کراچی ۲۹ (پ۔ ٹ ۸/۹/۶۱)

۴۔ امتحانات چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس } انٹرمیڈیٹ و فائنل امتحانات ۴ تا ۱۱ دسمبر ۱۹۶۱ء کراچی ڈھاکہ لاہور میں پری لیمینری امتحان ۸ تا ۱۲ جنوری ۱۹۶۲ء۔

انٹرمیڈیٹ و فائنل میں داخلے کے لئے مجوزہ فارم میں درخواستیں ۱۰/۱۰/۶۱ تک بنام سکرٹری انسٹی ٹیوٹ آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس آف پاکستان ہائی کورٹ بلڈنگ کراچی۔ معلومات پری لیمینری امتحان ۳۱/۱۰/۶۱ تک ــــــ سلیبس ضروریات کے لئے ملاحظہ ہو گزٹ پاکستان غیر معمولی ۲۷/۹/۶۱ اور ۱/۹/۶۱

۵۔ پاکستان آرڈیننس فیکٹریوں میں ضرورت } اسامیاں ۴۱۔ ٹیکنیکل سپروائزر ٹرینیز۔ عرصہ ٹریننگ ۱۸ ماہ۔ وظیفہ دوران ٹریننگ ۷۵/- ماہوار۔

سپروائیزر B۔A مقرر ہونے پر گریڈ ۱۰۰-۵-۱۴۰/۱۲۵-۱۰-۲۲۵-۱۰-۲۵۵ علاوہ الاؤنسز۔

شرائط: انٹرمیڈیٹ سائنس (نان میڈیکل)۔ عمر یکم اکتوبر ۶۱ کو ۱۸ تا ۲۵۔ پانچ سال ملازمت لازم۔

درخواستیں ۱/۱۰/۶۱ تک بمعہ رسید خزانہ ۵/- روپے و مصدقہ نقول اسناد بنام سپرنٹنڈنٹ ایکسپلوسو پاکستان آرڈیننس فیکٹریز واہ کینٹ (پ۔ ٹ ۱۰/۹/۶۱)

(ناظر تعلیم)

روانڈا اورونڈی میں ۱۸ ستمبر سے اقوام متحدہ کی زیر نگرانی عام انتخابات ہونگے

اس سال کے آخر تک آزادی مل جائے گی ۰ کانگو کی طرح فسادات کا اندیشہ

اوزمبرا ۱۲ ستمبر۔ مشرقی افریقہ کی جرمن نوآبادی روانڈا اورونڈی میں اٹھارہ سے پچیس ستمبر تک عام انتخابات ہوں گے۔ پہلی جنگ عظیم سے اب تک اس نوآبادی کا نظم و نسق بلجیئم کے سپرد تھا۔ روانڈا اورونڈی کے لوگ ایک مجلس قانون ساز منتخب کریں گے اور ساتھ ہی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ ملک میں بادشاہت رہے یا نہ رہے۔ انتخاب اور استصواب، اقوام متحدہ کے نمائندوں کی زیر نگرانی ہوگا۔ کیونکہ عالمی ادارہ نے ہی اس علاقہ کا نظم و نسق بلجیئم کے حوالے کیا تھا۔ توقع ہے کہ یہ نوآبادی سال رواں کے آخر تک آزاد ہو جائے گی۔

انتخابی مہموں کے طریق کار نے یہ خطرہ پیدا کر دیا ہے کہ کہیں روانڈا اورونڈی میں بھی آزادی کے فوراً بعد کانگو جیسی گڑبڑ پیدا نہ ہو جائے۔ گذشتہ چند ہفتوں کے دوران دو قبیلوں کے درمیان جھگڑوں میں قریباً دو سو افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ گذشتہ اپریل میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے روانڈا اورونڈی میں بلجیئم کے نظم و نسق کے طریق کار پر سخت نکتہ چینی کی تھی اور حکومت بلجیم سے کہا تھا کہ وہ جلد از جلد ان دونوں ملکوں کو آزاد کر دے۔ کانگو کے تجربہ کے پیش نظر حکومت بلجیئم نے اس مطالبے کی مخالفت نہیں کی۔ اقوام متحدہ کے مطالبہ کے سلسلہ میں بلجیئم کے مثبت طرز عمل کا ایک باعث یہ بھی تھا کہ ہر سال اپنے خزانہ سے روانڈا اورونڈی پر ڈیڑھ ارب فرانک صرف کرنے پڑتے ہیں۔ انتخاب کے بعد اورونڈی ... میں خاص تبدیلیوں کی کوئی توقع نہیں ہے۔ اس پر ابھی تک موامبتسا چہارم کی حکومت ہے۔ شاہ موامبتسا ۱۹۱۵ میں تخت نشین ہوئے تھے۔

انہوں نے دانشمندانہ پالیسی اختیار کئے رکھی اور اپنے ملک کو خونریز فسادات سے اب تک بچائے رکھا۔

چونکہ آبادی کی اکثریت ان پڑھ ہے اس لئے اقوام متحدہ نے فیصلہ کیا ہے کہ بیلٹ پیپروں پر ناموں کی بجائے نشانات چھاپے جائیں۔ اس پر تمام سیاسی جماعتوں نے گائے کے نشان کی درخواست کی۔ کیونکہ ان پڑھ باشندے گائے کو دولت کا مظہر خیال کرتے ہیں لیکن اقوام متحدہ نے صرف مغربی نشانات منظور کئے۔ چنانچہ ایک جماعت کا نشان لالٹین کا نشان ہے اور دوسری کا نشان کرسی ہے۔

روانڈا میں گڑبڑ کا اندیشہ ہے وہاں نومبر ۱۹۵۹ء کے ایک سماجی انقلاب میں جاگیرداری کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ بادشاہ کو وہاں سے فرار ہونا پڑا اور ملک کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ انقلاب کا ایک سبب یہ تھا کہ اگرچہ جاگیردار طبقہ آبادی کا صرف پندرہ فی صد حصہ ہے لیکن تمام اختیارات اس کے ہاتھ میں تھے۔ روانڈا کے بادشاہ ان دنوں دارالسلام میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ترکیہ میں انتخابات بالکل آزادانہ ہوں گے

انقرہ ۱۲ ستمبر۔ ترکیہ کے نائب وزیراعظم اور وزیر دفاع جنرل فاہری ازدیک نے کہا ہے کہ انقلابی حکومت مکمل طور پر آزادانہ انتخاب کرائے گی اور یقیناً اس جماعت کو اقتدار منتقل کر دے گی۔ جو انتخابات میں کامیاب ہوگی۔ مسٹر ازدیک آج کل اناطولیہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے گذشتہ شب انطاکیہ کے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ ترکیہ میں ڈیڑھ سو سینیٹروں اور ساڑھے چار سو نائبین کے انتخابات ۱۵ اکتوبر سے ہو رہے ہیں۔

امتیاز پاکستانی ٹیم کے کپتان ہونگے

راولپنڈی۔ پاکستان کا دورہ کرنے والی بھارتی ٹیم اے سی سی ۲۲ ستمبر سے یہاں جو سہ روزہ نمائشی میچ کھیل رہی ہے۔ اس میں پاکستانی ٹیم کی قیادت مشہور وکٹ کیپر امتیاز احمد کریں گے۔ پہلے یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ بھارتی ٹیم کاردار الیون کے خلاف میچ کھیلے گی۔

پاکستانی ٹیم کا انتخاب کرنے والی کمیٹی کے چیئرمین مسٹر مسعود صلاح الدین نے بتایا کہ اس تبدیلی کا فیصلہ کرکٹ کنٹرول بورڈ نے کیا ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کیونکہ مسٹر کاردار نے طبی وجوہ کی بناء پر کرکٹ کھیلنے سے معذوری کا اظہار کیا تھا امتیاز الیون کی طرف سے جو پاکستانی کھلاڑی کھیل رہے ہیں۔ ان میں محمود حسین، نسیم الغنی اور ہاشمی زبیر شامل ہوں گے۔ امتیاز الیون کیلئے کھلاڑیوں کا قطعی انتخاب بیس ستمبر کو ہوگا۔

مغربی ملکوں کے رہنماؤں سے خروشیف کی ملاقات جلد ہوگی

ماسکو سے واپس دہلی پہنچ کر پنڈت نہرو کا بیان

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ بھارتی وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کل یہاں اس یقین کا اظہار کیا کہ روسی وزیراعظم نکیتا خروشیف اور مغربی ممالک کے رہنماؤں کے درمیان عنقریب ملاقات ہوگی۔ پنڈت نہرو نے اپنے دورہ روس کے بعد یہاں پہنچ کر اخبار نویسوں سے گفتگو کے دوران یہ یقین ظاہر کیا۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ دونوں بلاکوں کے رہنماؤں کی کب ملاقات ہوگی؟ تو پنڈت نہرو نے جواب دیا۔ اگرچہ ابھی تک کسی ملاقات کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ روس اور مغربی ممالک کے بڑے لیڈروں میں عنقریب ملاقات ہوگی۔

وزیراعظم نے کہا۔ وزیراعظم خروشیف صدر کینیڈی یا وزیراعظم ہیرلڈ میکملن اس قسم کی ملاقات کے خلاف نہیں ہیں۔ لیکن میں فرانس کے صدر ڈیگال کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ وزیراعظم خروشیف نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم نے مجبوراً دوبارہ ایٹمی تجربات شروع کئے ہیں اگر حالات مناسب ہو گئے تو میں ایٹمی تجربے بند کرا دوں گا۔ جب پنڈت نہرو سے غیر جانبدار ملکوں کی بلغراد کانفرنس کی اپیل کے بارہ میں دریافت کیا گیا (جو وہ اور گھانا کے صدر نکرومہ لیکر ماسکو لے گئے تھے) تو آپ نے جواب دیا کہ وزیراعظم خروشیف نے اس اپیل کے نتیجہ میں ایٹمی تجربات بند کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ میں نہیں جانتا کہ وزیراعظم خروشیف کے ذہن پر اس اپیل کا کیا اثر ہوا۔ آپ نے کہا جب اور صدر نکرومہ نے اپیل وزیراعظم خروشیف کے حوالے کر دی تھی۔ ہم نے روسی وزیراعظم سے اس اپیل کو منظور یا مسترد کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا۔ ہم نے خط ان کے حوالے کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے لئے ہمارا شکریہ ادا کیا۔

برلن کے مسئلہ پر جنگ کے اندیشہ کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں وزیراعظم نہرو نے کہا میرے خیال میں برلن کے مسئلہ پر یا اس بارے میں اختلافات کی بنیاد پر جنگ شروع کرنا بعید از عقل بات ہے آپ نے کہا کہ غیر جانبدار ملکوں کی بلغراد کانفرنس سے پہلے کی نسبت اب عالمی کشیدگی کم ہے لیکن کسی بھی وقت کوئی ایسا واقعہ ہو سکتا ہے جو صورت حال کو سنگین بنا دے۔ پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ ہم نے بلغراد کانفرنس میں ایک تیسرا بلاک قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہم شروع سے ہی تیسرے بلاک کے خلاف ہیں۔ ایک دوسرے سوال کے جواب میں بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ میں ایک دن کے لئے نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کروں گا۔

دریں اثنا پنڈت نہرو اور وزیراعظم خروشیف نے کل ایک مشترکہ اعلان میں کہا ہے کہ دور حاضر کا سب سے اہم مسئلہ بین الاقوامی کنٹرول کے تحت عمومی اور مکمل ترک اسلحہ کا مسئلہ ہے۔ یہ اعلان پنڈت نہرو کا دورہ ماسکو ختم ہونے کے بعد جاری کیا گیا۔

. . . .

. . . . اعلان میں کہا گیا ہے کہ بھارتی وزیراعظم نے مسٹر خروشیف کو بتایا کہ بھارت ایٹمی تجربات کے خلاف ہے۔ وزیراعظم خروشیف نے پنڈت نہرو کو بتایا کہ روس جرمنی سے معاہدہ امن کے لئے مغربی ملکوں سے بات چیت کے لئے تیار ہے۔

عرب جمہوریہ میں ہنگامی حالت

قاہرہ ۱۲ ستمبر۔ متحدہ عرب جمہوریہ کی وزارت تعمیرات نے دریائے نیل کے سیلاب کے پیش نظر ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا ہے۔ سیلاب سے کسی علاقہ سے نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ لیکن متعلقہ افسروں اور انجینئروں کو ہر صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔ مچھروں کے خلاف بھی مہم شروع کر دی گئی ہے۔ دریائے نیل کی سطح جب بھی بلند ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ مچھروں کی غیر معمولی افزائش ہو جاتی ہے۔

دعائے نعم البدل

مکرم ڈاکٹر شریف احمد صاحب ڈینٹل سرجن چنیوٹ کا چھوٹا بچہ عزیز سفیق احمد بعمر ۵ ماہ بروز منگل مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۱ء فوت ہو گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

دوست محمد جوئیہ دارالبرکات ربوہ

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

مشرقی پنجاب میں عام گرفتاریوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب جا پہنچی

ثالثی کمیشن کی تجویز مسترد کرنے کے بعد حالات مزید ابتر ہو گئے

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے پنجابی صوبے کے مسئلہ کے حل کے سلسلے میں ثالث اور اعلیٰ اختیارات کا کمیشن مقرر کرنے کی جو تجویز پیش کی تھی اسے وزیر اعظم پنڈت نہرو کے مسترد کر دینے کے باعث مشرقی پنجاب میں صورت حال ایک نئے اور نازک تر مرحلہ میں داخل ہو گئی ہے۔

وزیر اعظم مسٹر نہرو بلگریڈ میں غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس میں شرکت اور روس کے دورہ کے بعد گزشتہ روز یہاں پہنچے ہیں کل شام انہوں نے مشرقی پنجاب کی صورت حال کے بارے میں وزیر داخلہ مسٹر لال بہادر شاستری اور پنجاب کے گورنر مسٹر این وی گیڈگل سے بات چیت کی معتبر ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ پنجابی صوبہ سے متعلق حکومت کا موقف تبدیل نہیں ہوا۔ پنڈت نہرو نے اس سلسلہ میں پارلیمنٹ میں جو الفاظ کہے تھے وہ اس موقف کی وضاحت کے سلسلہ میں آخری الفاظ بتائے گئے ہیں۔ سرکاری ذرائع نے کل ہی واضح کر دیا تھا کہ پنجابی صوبہ کے سلسلہ میں سکھوں سے امتیازی سلوک کی تحقیقات کرنے کے لئے جس اعلیٰ سطح کے کمیشن کے قیام کی تجویز ماسٹر تارا سنگھ نے پیش کی تھی حکومت اس تجویز کو تسلیم نہیں کرے گی

دریں اثنا ماسٹر تارا سنگھ نے سکھ قوم کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ اگر میں نے پنجابی صوبہ کا مطالبہ کم از کم اصولی طور پر تسلیم کرائے بغیر بھی مرن برت توڑ دیا تو میری جانب سے یہ سکھوں سے غداری کے مترادف ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ میں بے عزت انسان کے طور پر زندہ رہنے کی بجائے باعزت موت مرنا پسند کروں گا۔ کل ماسٹر تارا سنگھ کے برت کا انتیسواں دن تھا اور میڈیکل بلیٹن کے مطابق ان کی حالت مزید تشویش کن ہو گئی ہے۔

دریں اثنا معلوم ہوا ہے کہ پنجابی صوبہ ایجی ٹیشن شروع ہونے کے بعد سے اب تک مشرقی پنجاب میں ایک ہزار سے زائد افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار پرتاپ سنگھ کیرون نے گزشتہ روز چندی گڑھ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ۲۳۶ اکالیوں اور ۱۲۷ کمیونسٹوں کو پنجابی صوبہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں نقضِ امن کے الزام میں گرفتار کیا جا چکا ہے ۱۶۵ افراد کو غنڈہ گردی اور چھ اشخاص کو جھوٹی افواہیں پھیلانے کے الزام میں حراست میں لے لیا گیا۔

لنکا میں مسلم یونی ورسٹی کا قیام

کولمبو ۱۲ ستمبر۔ لنکا میں پہلی بار ایک مسلم یونیورسٹی سرکاری امداد سے قائم ہو رہی ہے۔ وزیر اعظم مسز بندرا نائیک نے اس یونیورسٹی کے قیام کی پوری طرح حوصلہ افزائی کی ہے ان کی کابینہ کے وزیر تعلیم مسٹر بدیع الدین عرصہ سے اس کے لئے کوشاں تھے موجودہ ظاہرہ کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے گا۔

بقیہ صفحہ اول

کی پڑتال کی جائے گی جو متعلقہ جائیداد کے سلسلہ میں مستقل منتقلی حاصل کرنے والوں پر واجب الادا ہوں اگر متعلقہ افراد اس جائیداد کے سلسلہ میں اپنے واجبات ادا کر چکے ہوں تو کسی اور مد کے واجبات

٢ کے باعث اس جائیداد کی منتقلی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہو گی۔ دوسرے واجبات اگر بقایا ہوں تو ان کی وصولی مروجہ قاعدوں کے مطابق الگ کی جائے گی۔

مستقل مالکانہ حقوق کی منتقلی کے سلسلہ میں سیٹلمنٹ فیس جائیداد کی قیمت پر آٹھ آنے فی سیکڑہ کے حساب سے وصول کی جائے گی مالکانہ حقوق کی منتقلی کے سلسلہ میں دعویداروں، غیر دعویداروں اور مقامی باشندوں سے سٹلمنٹ کی فیس یکساں شرح سے لی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ضروری قواعد کا اعلان متعلقہ حکومت کی طرف سے کر دیا جائے گا۔ جو غیر دعویدار اور مقامی باشندے سٹلمنٹ فیس پہلے ادا نہ کر چکے ہوں انہیں مستقل حقوق حاصل کرتے وقت سٹلمنٹ فیس ادا کرنی ہو گی۔ دعویدار کو یہ حق حاصل ہو گا۔ کہ وہ سٹلمنٹ فیس کی رقم اپنے دعوے کی رقم میں سے کٹوا سکے گا۔

لیڈر

بقیہ صفحہ ۲

آپ نے صاف صاف لفظوں میں بتایا کہ آج مذہب کے لئے تلوار کا جہاد کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلام ایک علمی دین ہے۔ آج اسلام پر تلوار کی بجائے سائنس اور فلسفہ سے حملہ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے آج قلم کے جہاد کی ضرورت ہے لیکن یہ لوگ یہی کہتے رہے اور شاید ابھی تک کہتے چلے جا رہے ہیں کہ نہیں۔ تم نے قرآنی جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے تم کافر ہو۔ مرتد ہو وغیرہ وغیرہ۔ یا للعجب۔

اوپر ہم نے بیان کیا ہے کہ ٹائن بی نے جو یہ کہا ہے کہ ماضی میں مذہب سیاست میں پڑ کر اپنی حقیقی قوت زائل کر دیتا رہا ہے اسلامی تاریخ سے اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ آپ اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کر کے دیکھ لیں کہ بادشاہوں نے اپنی فوجی کارروائیوں سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان ہی پہنچایا ہے۔ بے شک بعض بادشاہوں نے مسلمانوں کی دولت اور سیاسی قوت میں تو ضرور اضافہ کیا ہے لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ قوت اسلام کیلئے مفید نہیں بلکہ ضرر رساں ہی ثابت ہوئی ہے اور جو بظاہر فتح بھی نظر آتی ہے وہ حقیقی طور پر فتح نہیں کیونکہ ایسی حالتوں میں جو لوگ اسلام قبول بھی کرتے ہیں تو وہ دنیوی فوائد کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اور اسلام کی حقیقت سے نابلد رہتے ہیں جس سے اسلام کا بیج ان کی روحوں میں نشوونما نہیں پاتا اور وہ جلد ہی جہالت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم آج متعدد جگہوں پر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدید و احیائے دین کے لئے اس تمام دور میں کھڑے ہوئے ہیں ان کو بادشاہوں سے تکالیف ہی پہنچتی رہی ہیں اور یہ بادشاہ اور حکمران اپنی ہٹ منوانے کے لئے علمائے سو کے ذریعہ اسلام کے اصولوں میں بھی دخل اندازی کرتے رہے ہیں جس سے حقیقی اسلام کے چہرے پر بدعت و جہالت کے دبیز پردے پڑ گئے ہوئے ہیں یہ سیاست ایک ایسا گندہ کینہ بن جاتی ہے کہ مذہب کے ساتھ چھو جانے سے بھی اس کو گندہ کر دیتی ہے چنانچہ خلافتِ راشدہ کا عہد بھی اس کے بداثر سے محفوظ نہیں رہا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سیاست کا ہی شکار ہوئے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سیاست ہی تھی جس نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ثقیفہ میں مسلمانوں میں سیاسی اختلاف کی بنیاد رکھی جو آج تک اسلام کی خلاصی نہیں کر پایا۔ سنی شیعہ اختلافات کی تاریخ کو اسی روز تک لے جایا جاتا ہے۔ شیعہ اصحاب کا نظریہ یہی ہے کہ اسی روز اصل حقدار سے خلافت (نعوذ باللہ) غصب کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ اگر اس دن بعض صاحب الرائے اصحاب کی رائے غالب نہ آتی تو خلیفہ حق کا انتخاب بھی (نعوذ باللہ) صحیح نہ ہو سکتا۔ چنانچہ انصار کو عقلی دلائل سے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کیا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی غالب نہ آتی تو اسی روز مسلمانوں میں سیاست تفرقہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتی آخر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے حکومت اہل اللہ کے ہاتھ سے نکل کر بادشاہوں کے ہاتھ میں چلی گئی اور اسلام کو سیاست سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ہاتھ سے وہ نشوونما حاصل ہوا جس کے آج ہم وارث ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسلام کی خود حفاظت کی اور ضرورت کے وقت مجددین کو برپا کیا۔ جو اسلام کی حقیقی روحانی طاقت سے سعید روحوں کو اسلام کا گرویدہ بناتے رہے جو سیاست سے بالا ہو کر اسلام کا صحیح چہرہ ہر عہد میں اجاگر کرتے اور اسلام کی داخلی طاقت کو قائم رکھتے چلے آئے ہیں۔

مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف کراچی کی علالت اور درخواستِ دعا

میرے خاوند ملک بشیر احمد صاحب آف کراچی حال ماڈل ٹاؤن لاہور تا حال بیمار چلے آ رہے ہیں ابھی چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوئے۔ پھیپھڑوں میں انفیکشن کی شکایت ہو گئی ہے۔ اس کے علاج کے لئے جو دوا تجویز ہوئی ہے اس کے استعمال سے گھبراہٹ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ دوائی استعمال نہ کی جائے تو اصل بیماری شدت پکڑنے لگتی ہے۔

میں بزرگانِ سلسلہ اور جملہ بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں درخواست کرتی ہوں کہ وہ ملک بشیر احمد صاحب کی شفائے کامل و عاجل کے لئے خصوصیت سے دعائیں کریں۔

(بیگم ملک بشیر احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴